تبصرے

مذاہب عالم کا تقابلی مُطالعہ

اس ضخیم، کافی اہم اور موجودہ حالات کے لیے بہت ضروری کتاب کے مصنف پروفیسر چودھری غلام رسول ایم۔اے ہیں پنجاب یونیورسٹی بلکہ مغربی پاکستان کی دوسری یونیورسٹیوں کی ایم۔اے اسلامیات کے نصاب میں مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ایک مضمون ہے۔گویہ کتاب اس نصابی ضرورت کے پیش نظر لکھی گئی ہے۔لیکن یہ عام مطالعہ کے لیے بھی بڑی مفید ہوگی۔اس سے ہمارا مذہبی نقطۂ نظر وسیع ہو سکے گا۔ اور ہم دوسرے مذاہب کے متعلق کافی کچھ جان سکیں گے، جس کی کہ آج شدید ضرورت ہے۔

کتاب میں سب سے پہلے "فلسفہ مذہب" پر بحث ہے۔اس کے بعد ہندو مت، جین مت، بُدھ مت، زرتشت مذہب، تاؤازم، کنفیوشس ازم، یہودیت، عیسائیت اور اسلام پر بحث کی ہے ہندو مت اور ہندوستان کے دوسرے قدیم مذاہب، جین مت اور بدھ مت کا ذکر کتاب کے کوئی ۱۴۰ صفحوں میں آیا ہے۔فاضل مصنف نے یہ بڑا اچھا کیا۔ہم اپنے ہمسایہ ملک کے مذاہب سے بہت کم واقف ہیں مصنف نے ان مذاہب پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے اور خاص طور سے مصنف کا یہ انداز بڑا قابلِ تعریف ہے کہ انھوں نے ان مذاہب کے بزرگوں کا ذکر بڑی عزت و احترام سے کیا ہے۔رام چندر جی کے متعلق لکھا ہے :۔ "راماین میں رام چندر جی کو بہترین انسان، وفادار بیٹا اور مثالی خاوند۔سیتا کو وفا شعار بیوی اور لکشمن کو جاں نثار بھائی کے طور پر پیش کیا گیا ہے" سری کرشن جی مہاراج کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ ختم کیا ہے: "سری کرشن مہاراج اعلیٰ درجے کے مدبر، افضل رہنما اکمل فلسفی، غربا اور مظلوموں کے حامی، بنی نوعِ انسان کے ہمدرد تھے۔اُن کا مطمح نظر بدیوں کو مٹانا اور نیکیوں کو فروغ دینا تھا۔"

مصنف نے مہاتما گوتم بُدھ پر بھی بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔اور بہت کچھ لکھنے کے بعد آخر میں اسلام اور بُدھ مت کا مقابلہ کیا ہے اور دونوں میں متعدد نکاتِ مماثلت اور اسی طرح نکاتِ اختلاف کی نشان دہی کی ہے۔دونوں مذاہب میں بقول مصنف ایک مماثلت یہ ہے :۔

"گوتم بُدھ نے برہمنوں اور برہمن کتب کے غلط عقائد اور رسوم کی تردید کی اور لوگوں کو مذہبی اجارہ داروں کی غلامی سے نجات دلائی . . . رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام بدعات اور غلط عقائد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، جو مذاہب عالم کے اندر داخل ہو چکے تھے - اسی طرح کاہنوں، راہبوں اور برہمنوں کی اجارہ داری کا خاتمہ کیا۔"

جب ہم مذہب پر بحث کرتے ہیں، خواہ وہ کوئی مذہب ہو، تو اس میں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کا عقل کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ بات یہ ہے کہ مذہب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور عقل انسان کی اپنی کوشش کے دائرے میں آتی ہے مصنف نے کتاب کے پہلے باب میں اس پر بھی بحث کی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے وہ لکھتے ہیں کہ مذہب انسان کا ایک فطری حاسہ ہے جیسے قرآن نے یُوں بیان فرمایا ہے :- "فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ" پھر مذہب ایک آئیڈیل بھی ہے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کا ضابطہ نظام بھی۔ عقل چونکہ ایک معیار نہیں رکھتی، اس لیے انسان کو مذہب کی ضرورت رہتی ہے، لیکن یہ مذہب بالا از عقل تو ضرور ہوتا ہے۔ لیکن خلاف عقل نہیں ہوتا۔ مصنف کے الفاظ میں "جس طرح ایک انسان اپنی قوتِ باصرہ کی مدد کے لیے خوردبین اور دُوربین باریک اور دُور کی اشیا دیکھنے کے لیے استعمال میں لاتا ہے اور وہ آلے انسان کی قوتِ باصرہ کو اُس کی حد سے پرے کی اشیا کو دیکھنے میں مدد دیتے ہیں، اسی طرح مذہب عقل انسانی کو اس کی حد سے باہر نکل کر ایسے امور کے سمجھنے میں مدد دیتا ہے، جو اس سے بالاتر ہوتے ہیں۔ پس مذہب عقل کے خلاف نہیں بلکہ عقل کے لیے روشنی کا بلند مینار ہے۔ تاکہ انسان ان چیزوں کا بھی احاطہ کر سکے جو اس کی عقل سے بالاتر ہیں۔"

دنیا کے دُوسرے مذاہب کے مقابلے میں جن میں سے ہر ایک یا تو قبائلی تھا یا نسلی یا ملکی۔ اسلام کی عالمی اور بین الاقوامی حیثیت کو مصنف نے بڑی اچھی طرح سے واضح کیا ہے۔ سب سے پہلے اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تمام مذاہب کے رسول اور کتابیں اللہ کی طرف سے تھیں۔ دوسرے یہ کہ "ہر امت میں نذیر آتے رہے ہیں" "ہر قوم کی طرف ہدایت دینے والے آئے ہیں" نیز "ہر اُمت کی طرف رسُول آئے ہیں" یہ ارشاداتِ قرآنی ہیں۔ پھر یہ کہ قرآن کا ارشاد ہے: "لا اکراہ فی الدین" (دین میں جبر نہیں ہے)

اسلام جب دنیا میں آیا تو ہر مذہب داخلی اختلافات و تنازعات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا اور نہ صرف ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں سے برسرِ پیکار تھے بلکہ خود ایک مذہب کے ماننے والے باہم لڑ رہے تھے۔ اُس وقت قرآن نے یہ دعوت دی :۔ "ہم نے تجھ پر کتاب صرف اس لیے نازل کی ہے کہ تو ان کے لیے وہ باتیں کھول کر بیان کرے، جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور وہ ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے، جو ایمان لاتے ہیں"۔ چنانچہ قرآن کی دعوت کا مرکزی نقطہ یہ تھا :۔

"کہہ دو اے اہلِ کتاب، اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان امرِ مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب بنائے ... "

ایک رب جو سب کا خالق و پروردگار ہے، اُس پر ایمان، اور یہ عقیدہ کہ وہ ہمیشہ سے اپنی مخلوق کے لیے رسول و ہادی بھیجتا رہا ہے۔ اور اُس کے آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام پہلی آسمانی کتابوں اور اُن کے لانے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ فلاح و نجات کا اصل دار و مدار اعمالِ صالحہ ہیں نہ کہ کسی کا یہودی و عیسائی یا کسی اور مذہب کا ہو۔ یہ بنیادی اصول ہیں اسلام کے۔ اور مصنف نے انھیں نہایت واضح کیا ہے۔

اس سے بڑھ کر انسانی محبت و عالم گیریت کا اور کیا پیغام ہوگا۔ اسے مصنف نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"پھر فرمایا : ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك و منهم من لم نقصص عليك (ہم نے تجھ سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لیے رسول بھیجے ہیں۔ ان میں سے بعض رسولوں کا ہم نے ذکر کیا ہے، اور بعض کا ذکر نہیں کیا) پس قرآن مجید کی یہ آیات مسلمان کی نگاہ میں شری مہاراج کرشن، رام چندر، بدھ، زرتشت اور کانفیوشس کو قابلِ تکریم و تعظیم ٹھہراتی ہیں۔ اسی وجہ سے تمام مسلمانوں نے انھیں اپنی اپنی قوم کے ہادیانِ برحق سمجھا ہے۔"

یہ صحیح ہے کہ مصنف نے دوسرے مذاہب کے بزرگوں کا بڑی عزت سے ذکر کیا ہے لیکن ان کی تفصیلی تاریخ و احکام کا ذکر کرتے ہوئے اُن کا انداز اتنا معروضی نہیں رہا، جتنا کہ ہونا چاہیے تھا

اس میں مناظرے کا رنگ آگیا ہے۔ ہر مذہب جیسا کہ قرآن کہتا ہے، شروع میں ایک چشمہ صافی تھا۔ لیکن جب وہ بہتا ہوا آگے بڑھا تو جس جس زمین سے وہ گزرا، اُس کی بعض آلائشیں بھی اُس میں ملتی رہیں۔ یہ ہر مذہب کے ساتھ ہوا۔ اور اسلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اگر ہم مذاہب کا، جو بعد میں تاریخی ہو گئے، یعنی تاریخ سے اُن کو گزرنا پڑا، اس پس منظر میں مطالعہ کریں تو اس سے طالب علموں کے ذہنوں کو صحیح جِلا ملے گی اور وہ ایک آئیڈیل اور اس کی تاریخی حیثیت میں فرق کر سکیں گے۔

ممکن ہے مصنف کی اس میں مجبوریاں ہوں۔ بہر حال موصوف نے دوسرے مذاہب کے ساتھ انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

کتاب کے آخر میں دورِ آخر کی اسلامی تحریکات پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں مصنف نے دنیائے اسلام کی تمام اصلاحی تحریکوں کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے، اس لیے ان کو بہت اختصار سے کام لینا پڑا۔ مصنف نے اس بحث میں احمدیہ تحریک اور جماعتِ اسلامی ہر دو کا ذکر کیا ہے۔ احمدیہ تحریک کی قادیانی ثم ربوی شاخ پر گفتگو کرتے ہوئے مصنف کچھ زیادہ ذاتیات پر اُتر آئے ہیں۔ اگر وہ صرف اس جماعت کے مالہ وماعلیہ تک ہی محدود رہتے تو اچھا ہوتا۔ اسی طرح مصنف نے جماعتِ اسلامی کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اس تحریک کو انھیں زیادہ معروضی انداز سے دیکھنا چاہیے تھا۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ اس کے ۱۰۴۸ صفحات ہیں، ظاہر ہے فاضل مصنف نے اس پر بڑی محنت کی ہے۔ یقیناً اُن کی یہ محنت بار آور ہوئی۔ اور اس موضوع پر یہ بہت اچھی کتاب ہے۔ ہم مصنف کو اس پر مبارک باد دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

کتاب کے ناشر علمی کتاب خانہ، اُردو بازار لاہور ہیں۔ اور قیمت پندرہ روپے ہے۔

شیخ مجیب کا چھ نکاتی پروگرام

یہ ایک "معاشی تجزیہ" ہے، جو ملک کے مشہور ماہر معاشیات اور سابق معاشی مشیر حکومت پاکستان ڈاکٹر انور اقبال قریشی نے شیخ مجیب الرحمٰن کے چھ نکاتی پروگرام بالخصوص اُن کے معاشی پہلوؤں کا کیا ہے۔ مشرقی پاکستان والوں کو مرکزی حکومت سے بہت سی شکائتیں ہیں، جن کے ازالے کے لیے شیخ مجیب الرحمٰن نے فروری ۱۹۶۶ء میں اپنا چھ نکاتی پروگرام پیش کیا تھا، جس کی بعد میں بڑی تشہیر ہوئی۔ ڈاکٹر قریشی نے اس